5

# مشیر کا فرض ہے کہ امانت دار ہو

(فرمودہ ۱۱ر فروری ۱۹۲۱ء)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ اور آیت شریفہ **یا ایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون** (الانفال ۲۸) کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میرا منشاء ایک اور ہی مضمون بیان کرنے کا تھا۔ مگر ایک خط نے جو آج ہی ایک دوست کی طرف سے ملا ہے توجہ کو اور طرف پھرایا ہے۔ اور میں اس کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔

خوب اچھی طرح یاد رکھو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کے بہت سے افراد میں کام کی اہلیت نہ پائی جائے۔ جن قوموں کے اکثر افراد میں کام کرنے کی اہلیت نہ ہو۔ وہ جلد تباہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ انسان فانی ہے۔ ایک عرصہ میں کام کرنے والے افراد مر جاتے ہیں۔ ان کے بعد جن کے ہاتھوں میں کام جاتا ہے وہ کام کے اہل نہیں ہوتے۔ اس لئے ایسی جماعتیں بہت جلد تباہ ہو جاتی ہیں۔ پس وہی جماعت قائم رہ سکتی ہے۔ جس میں ایک کام کرنے والے کے بعد دوسرا کھڑا ہو۔ اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا جائے۔

کام کی اہلیت اور قابلیت دو طرح پیدا ہوتی ہے۔ اول عملی تجربہ سے دوسرے علمی طریق سے۔ اگر عملی قابلیت کے ساتھ علم نہ ہو۔ تو کوئی کامل نہیں ہو سکتا۔ اگر علم کے ساتھ عمل نہ ہو تو بھی کوئی شخص قابل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک شخص نے عملی طور پر سرجری کو پڑھا ہو اور ایک ذخیرہ کتب پڑھا ہو۔ مگر عملی تجربہ اس کو نہ ہو۔ اور وہ محض اپنے علم کی بنا پر چاہے کہ میں آپریشن کروں تو یقیناً یہ شخص عالم ہونے کے باوجود کسی کی جان لے لے گا۔ لیکن اگر علم کے ساتھ اس نے عمل بھی کیا ہے۔ یعنی پہلے مُردوں پر مشق کی ہے۔ پھر ماہر ڈاکٹروں کو آپریشن کرتے دیکھا ہے۔ اور ماہروں کے سامنے خود آپریشن کی مشق کی ہے۔ تو اس کا علم اور عمل مفید اور کارگر ہوں گے۔ تمام کاموں میں یہی ہوتا ہے کہ علم کے ساتھ تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص محض کتاب پڑھ کر طبیب بننا چاہے۔ تو محال ہے۔ ضرورت ہے کہ طب کی کتب پڑھنے کے ساتھ لائق طبیب کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج کیا ہو۔ تب کامل ہو گا۔ ورنہ علم بغیر عمل کے ناقص رہے گا۔ اور عمل

بغیر علم کے مفید نہیں ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی علم اور عمل کے متعلق سناتے تھے کہ ایک طبیب تھا جو بہت بڑا عالم تھا۔ اس نے طب کا علم خوب پڑھا تھا۔ اس نے رنجیت سنگھ کا شہرہ سنا تو دلی سے اس کے دربار میں پہنچا کہ شاید ترقی حاصل ہو۔ رنجیت سنگھ کا وزیر ایک مسلمان تھا۔ اس نے اس سے ملاقات کی۔ اور اس سے مہاراجہ سے ملنے کے لئے سفارش چاہی۔ وزیر کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس کا رسوخ ہو گا۔ تو میں نہ کہیں گر جاؤں۔ اور طبیب کی سفارش نہ کرنا بھی اس نے مروت کے خلاف سمجھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے اس نے سفارش کی اور کہا کہ حضور یہ بہت بڑے عالم ہیں انہوں نے فلاں کتاب پڑھی ہے۔ فلاں کتاب پڑھی ہے۔ اور اس کے علم کی بہت تعریف کی۔ مہاراجہ نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ انہوں نے علاج میں کیا کیا تجربے حاصل کئے ہیں؟ وزیر نے کہا کہ تجربہ بھی حضور کے طفیل ہو جائے گا۔ رنجیت سنگھ دانا آدمی تھا۔ سمجھ گیا کہ علم بغیر عمل کے کچھ نہیں۔ اور کہا کہ تجربہ کے لئے کیا غریب رنجیت سنگھ ہی رہ گیا ہے بہتر ہے۔ کہ حکیم صاحب کو انعام دے کر رخصت کر دیا جائے۔

تو ایک لوگ عملی تجربہ کار ہوتے ہیں۔ جن کو مختلف شعبوں میں کام کی عملی واقفیت ہو۔ اور ایک عالم ہوتے ہیں کہ جہاں غلطی ہو۔ ان سے مشورہ لیا جائے۔ غلطیاں ہونگی۔ مگر اس سے بھی قابلیت پیدا ہوگی۔ جب تک ان دونوں باتوں سے کام نہ لیا جائے۔ کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی جماعت میں کام کرنے والا پیدا نہ ہو۔ تو آخر وہ کب تک رہیں گے۔ وہ دو سال۔ چار سال۔ بیس حد سے حد سو سال میں مرجائیں گے۔ تو ایسی جماعت دنیا میں اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی۔

زندہ جماعت کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس میں اس کے کام کو سنبھالنے والے پیدا ہوں۔ اور کثرت سے ہوں۔ افراد مرجاتے ہیں لیکن وہ جماعتیں جن کی یہ حالت ہو کہ ان میں تربیت یافتہ افراد پیدا ہوتے رہیں نہیں مرا کرتیں۔ یہی روح ہے جو کسی جماعت میں مسلسل چلنی چاہیئے۔

اس کے دو ذرائع ہیں۔ ایک وہ ہوں جو علم میں کامل ہوں وہ علمی مشورہ دیں۔ ہر دقیق مسئلہ اور مشکل معاملہ پر غور کریں۔ اور استنباط کر کے بہتر رائے دیں۔ ایک وہ ہوں۔ جو عمل کریں۔ اور کام کو خوبصورتی سے انجام دیں۔

یاد رکھو کہ مشورہ کی یہی غرض نہیں ہوتی کہ جو مشورہ لیتا ہے وہ مشورہ کا محتاج ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض باتیں اس کی سمجھ میں نہیں آتیں وہ دوسروں سے پوچھتا ہے۔ لیکن اکثر یہ بھی غرض ہوتی ہے کہ جن سے مشورہ لیا جاتا ہے ان کو سکھانا منظور ہوتا ہے کہ ان میں قابلیت پیدا ہو۔ پس ہمیشہ مشورہ کی غرض مشورہ لینے والے کی احتیاج نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نبی کے لئے مشورہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ تو رحم کے طور پر ہوتا ہے چنانچہ یہ بھی جماعت پر رحم ہی ہے کہ ان میں قابل اور مستعد لوگ پیدا ہوں۔ اور یہ غرض مشورہ کی ہوتی ہے۔ ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں۔ تجربہ کار ہوتے ہیں مگر اپنے کام اپنی اولاد کے سپرد کرتے ہیں تاکہ ان کی نگرانی میں ان میں کام کی اہلیت آجائے۔ اور اگر ماں باپ اپنی نگرانی میں ان سے کام نہ کرائیں تو ان کے بعد اولاد نالائق ثابت ہو اور کوئی کام نہ کرسکے۔

اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے مشورہ لئے جاتے ہیں۔ اور وہ کئی طرح لئے جاتے ہیں۔ کبھی مجلس میں ایک بات کی جاتی ہے اور اس سے غرض مشورہ ہوتا ہے۔ اور کبھی الگ بلا کر چند آدمیوں کو ان سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ کبھی زیادہ آدمیوں کو جمع کرکے مشورہ لیا جاتا ہے۔ پہلی غرض یہی ہوتی ہے کہ جن سے مشورہ لیا جاتا ہے ان میں استعداد پیدا ہو اور یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ مشورے کس طرح دئے جاتے ہیں اور ان کی کیا شرطیں ہوتی ہیں۔ اور کس طرح پیش آمدہ مشکلات کو حل کیا جاتا ہے۔

مشورہ کی شرائط میں سے ایک اہم شرط جس کو نظرانداز کرنے سے تباہی آجاتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر مشورہ امانت ہوتا ہے۔ جس سے مشورہ کیا جائے۔ وہ امانت کی طرح رکھے کیونکہ اس کے اظہار سے بہت دفعہ فتنہ پیدا ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امانت سے کام کرے۔ا۔ یہاں یہ مطلب نہیں کہ خفیہ سوسائٹی بنائے۔ اور کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے جو کسی سے مشورہ لیا جائے اس کو بھی چھپائے مثلاً کوئی شخص کسی کو کہے کہ میں فلاں کو زہر دوں اور یہ چھپائے۔ یہ غلط ہے۔ اگر یہ اس مشورہ کو چھپائے گا تو یہ جرم کرے گا۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کو ظاہر کرے۔ اور اس کا اعلان کرے۔ پس اسلام میں خفیہ انجمنیں جائز ہی نہیں۔ بلکہ مشورہ کو امانت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ مشورہ لینے والے کا اس میں اپنا کام ہو کسی دوسرے کو نقصان پہنچانا مدنظر نہ ہو۔ ایسا مشورہ ظاہر کرنا غلطی ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی کے پاس آئے اور کہے کہ میں نے فلاں جگہ اپنا روپیہ رکھا ہے کیا وہ جگہ محفوظ ہے اور یہ شخص بجائے اس بات کو امانت رکھنے کے اس کا اعلان کردے۔ تو چور جائیں گے اور روپیہ نکال کر لے جائیں گے۔ پس ضروری ہے کہ جس مشورہ میں کسی کو نقصان پہنچانا مدنظر نہ ہو۔ ایسے مشورہ کو چھپایا اور مخفی رکھا جائے۔ اگر کسی مشورہ میں کسی کو نقصان پہنچانے کا خیال نہیں یا کسی کام کا سوال ہے کہ فلاں اس کام کا اہل ہے یا نہیں۔ اس کو بھی پوشیدہ رکھے۔ کیونکہ اس میں بھی اس کو نقصان پہنچانے کا سوال ہے۔ بلکہ کام کے قابل یا ناقابل ہونے کا سوال ہے۔ کیونکہ اگر ایک شخص ایسے مشورہ میں جو کسی اہم کام کے متعلق ہو۔ اس شخص کے خلاف رائے دے جس کو وہ کام سپرد کرنے کی رائے کسی

نے دی ہو۔ اور اس پر کوئی شخص جو اس کو اس کام کا اہل نہ سمجھتا ہو تو چونکہ اس سے مشورہ لیا گیا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اس شخص کے متعلق جیسی رائے رکھتا ہے۔ ظاہر کرے۔ اگر وہ صحیح رائے ظاہر نہ کرے۔ نالائق کو لائق بتائے تو وہ منافقت کرتا ہے۔ مشورہ کے تو معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ لوگ صحیح صحیح رائے اپنے علم کے مطابق ظاہر کریں۔ اگر ایسا نہ کریں تو وہ ایک منافقوں کی جماعت ہو جائیں گے اور ایسی جماعت بہتر ہے کہ نہ ہو۔

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی غلطیاں ہمارے اس پچھلے مشورہ کے متعلق ہوئی ہیں۔ مجھے آج ہی ایک رقعہ آیا ہے۔ جس میں وہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ان کو کوئی کام سپرد کرنے کی رائے دی گئی تھی۔ مگر بعضوں نے ان کے خلاف رائے دی۔ وہ شخص جس نے ان کو جاکر یہ بات بتائی اس نے خدا اور رسول اور بندوں کی بھی خیانت کی۔ دیکھو جن سے مشورہ لیا گیا ان سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ صفائی سے اپنی رائے ظاہر کریں گے۔ اگر انہوں نے اپنی رائے ظاہر کی تو انہوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو جھوٹ بولتے اور جو ان کے خیال میں نااہل تھا اس کو اہل بتا کر خیانت کرتے۔ اور جس نے اس شخص کو اپنی خیر خواہی جتانے کے لئے کہا۔ اس نے فتنہ ڈلوانا چاہا اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ لوگ کسی کے متعلق صاف رائے نہ دیں۔ اور اگر صاف رائے دیں تو لوگوں کی ناراضی کو سر لیں اور فتنہ پڑے۔ ایسا شخص جو مشورہ کی باتیں ظاہر کرتا ہے فتنہ ڈلواتا ہے۔

فی الحال تو میں نے یہ کیا ہے کہ دفتر امور عامہ میں ہدایت کی ہے کہ معلوم کیا جائے کہ وہ کونسا شخص تھا۔ اور اگر آئندہ بھی ایسا ہوا۔ تو ایسے شخص کے متعلق اعلان کر دیا جائے گا کہ اس سے نہ اب نہ آئندہ کبھی مشورہ لیا جائے۔

دیکھو ہمیں اخلاق سکھائے گئے ہیں ابھی گورنمنٹ نے محکمہ قائم کئے ہیں۔ نئے وزراء سے عہد لئے گئے ہیں۔ کہ وہ مشوروں میں رازداری سے کام لیں گے۔ اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ تو دینی پہلو بھی لگا ہوا ہے۔ ہمارے ہاں جو مشورہ میں خیانت کرتا ہے وہ دوسروں میں فتنہ ڈلواتا ہے۔ اور خدا کا حکم توڑتا ہے اور خدا کا حکم توڑنے والا سمجھ لو کہ کس سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ بے شک کسی کے خلاف منصوبہ ہو تو اس کو ظاہر کرو۔ لیکن جب کام کرنے کا سوال ہوگا۔ تو بعض رائیں بعض کے خلاف بھی ہونگی۔ اسی جلسہ مشاورۃ میں بعض لوگ جو مجلس میں نہ تھے۔ ان کے متعلق کام کا سوال ہوا۔ میں نے کہا کہ وہ فلاں کام کے اہل نہیں۔ اور بعض مجلس میں بیٹھے تھے۔ ان کے متعلق بھی میں نے اسی خیال کا اظہار کیا۔ اگر لوگ یونہی ہاں میں ہاں ملا دیں تو وہ منافقت کریں گے۔ اور اگر وہ لوگ جن کے خلاف رائے دی گئی افسوس کریں تو انکی غلطی اور جہالت ہوگی۔

اس میں کیا شک ہے کہ ہر ایک شخص ہر ایک کام کا اہل نہیں ہوتا مثلاً سوال پیدا ہو کہ ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر کس کو بنایا جائے کوئی کہہ دے کہ خود خلیفۃ المسیح ہی ہیڈ ماسٹری کا کام کریں اور کوئی میرے خلاف رائے ظاہر کرے تو میرے لئے اس میں کوئی غصہ کی بات نہیں۔ کیونکہ سکول میں حساب اور انگریزی بھی پڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور مجھ کو یہ چیزیں نہیں آتیں۔ یا کسی منارہ کی تعمیر کا سوال ہو۔ کوئی کہے کہ خلیفۃ المسیح ہی اپنے اہتمام میں بنوالیں۔ اور کوئی کہے کہ یہ تو انجینئر نہیں ہیں۔ تو یہ اس کا اعتراض غلط نہ ہوگا۔ یا اگر ہم گذارے کے قابل کوئی عمارت بنوا بھی سکتے ہوں۔ مگر چونکہ ہماری یہ قابلیت مشکوک ہوگی۔ اس لئے معترض کا اعتراض غلط نہیں۔ اور ہمارے لئے غصہ کا مقام نہیں۔ ہاں خدا کسی کو کسی کام کے قابل بنائے۔ تو اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں خلافت کے قابل نہیں۔ تو میں کہوں گا تو جھوٹ کہتا ہے۔ خدا نے مجھے خلافت کے قابل بنایا اور خلیفہ مقرر کیا ہاں اگر ہیڈ ماسٹری کا سوال ہو۔ تو میں خود کہوں گا کہ میں قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون۔** اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو۔ نہ آپس میں خیانت کرو اور تم جانتے ہو۔ کیونکہ مشوروں وغیرہ میں خیانت کے نقصان بہت صاف اور کھلے ہوتے ہیں۔ جو شخص خیانت کرتا ہے وہ خدا کے غضب کا مستحق ہوتا ہے۔ خفیہ مجالس میں شامل نہ ہو۔ کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے مشورے نہ کرو۔ مگر دوسرے امور کے مشوروں کو چھپاؤ۔ کیونکہ جب مشورہ ہوگا تو کسی کے رائے خلاف ہوگی اور جس کے خلاف ہوگی۔ اس کو برا معلوم ہوگا۔ جب اس کو علم ہوگا تو وہ دوسرے کو اپنا خواہ مخواہ دشمن سمجھ لے گا۔ اس لئے مشوروں کا ظاہر کرنا جرم ہے۔

میں نے دیکھا ہے۔ کہ کس طرح اس سے فتنہ پڑتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ کے وقت میں ایک مدرس کی ترقی کا سوال تھا۔ میرے خیال میں وہ شخص مستحق تھا۔ میں نے رائے دی کہ اس کو ترقی ملنی چاہیئے۔ ایک دوسرے شخص نے کہ وہ بھی ممبر تھا اس کے خلاف رائے دی۔ اجلاس ختم ہونے کے بعد اس شخص نے جس نے مجلس میں رائے خلاف دی تھی اس کو کہا کہ تمہیں ترقی تو مل جاتی میاں صاحب نے مخالفت کی۔ میں نے جو اس کے حق میں رائے دی تھی اس کی خاطر نہ تھی بلکہ انصاف کی خاطر تھی مگر دوسرے شخص نے مجلس میں خلاف رائے دیکر باہر جاکر اس کو خیر خواہی جتائی ایک مدت کے بعد باتوں باتوں میں یہ راز کھلا۔ اور اس نے کہا کہ آپ نے میرے خلاف رائے دی تھی۔ تو میں نے اس کو بتایا۔ کہ میں نے تو خلاف رائے نہیں دی۔ تو اس طرح شریر شرارت کر گذرتے ہیں۔ اس لئے مشوروں کے متعلق حکم ہے۔ کہ ظاہر نہ کئے جائیں۔ میں نے بتایا ہے کہ دنیاوی معاملات میں بھی راز داری سے کام لیا جاتا ہے۔ ہمارا معاملہ تو آخرت تک چلتا ہے۔

پس جب مشورہ لیا جاتا ہے۔ اور جن سے لیا جاتا ہے اس لئے لیا جاتا ہے کہ وہ صاف اور صحیح رائے دیں اگر یہی سلسلہ رہا۔ اور اس سے فتنہ پڑنا لازمی ہے۔ تو یا تو لوگ صاف رائے نہ دیں گے۔ اور جب صاف رائے نہ ملے گی۔ تو ہم اس سلسلہ ہی کو بند کر دیں گے۔ پر اگر تم میں اہلیت پیدا نہ ہوگی۔ تو تمہارا قصور ہوگا۔ موجودہ کام کرنے والے مرجائیں گے اور تم کچھ کام نہ کر سکو گے۔ پس دونوں راہیں کھلی ہیں۔ چاہے آئندہ کو احتیاط کا پہلو اختیار کرو۔ اور کام کی اہلیت سیکھو۔ یا تم سے آئندہ مشورہ نہیں لیا جائے گا۔ اگر ضرورت ہے کہ جماعت زندہ رہے۔ اور کام کے اہل پیدا ہوں تو مشورے میں خیانت کا طریق نہایت غداری کا طریق ہے۔ فتنہ کا طریق ہے۔ اگر کسی کے خلاف سازش ہو تو اعلان کرو ورنہ مشورہ ظاہر کرنا خدا اور رسول اور بندوں کی امانت میں خیانت ہے۔

اللہ تعالیٰ تم میں کام کی اہلیت پیدا کرے۔ اور تم مشورہ کی امانت داری کی اہمیت سمجھو۔ او: خدا اور رسول اور بندوں کی امانت میں خیانت نہ کرو۔ اور اس طریق سے بچو جس سے جماعت میں فتنہ پڑے۔ بلکہ وہ راہ اختیار کرو۔ جس سے جماعت بڑھے اور اس کا نظم ترقی کرے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا۔

میں نے جیسا کہ درس میں اعلان کیا تھا۔ تبدیل آب و ہوا کے لئے نو یا دس روز کے واسطے باہر جانا ہے۔ میرے پیچھے مقامی جماعت کے امیر مولوی شیر علی صاحب ہونگے۔

(الفضل ۱۷ر فروری ۱۹۲۱ء)